www.emarsiya.com

امانتؔ لکھنوی — غیر مطبوعہ

مرثیہ

بند.........۱۰۹

۱
جب ہند کو ورودِ حرم کی خبر ہوئی   مضطر وہ عاشقِ شہِ جن و بشر ہوئی
کچھ یک بہ یک جو شدتِ دردِ جگر ہوئی   گویا فلک کو دیکھ کے با چشمِ تر ہوئی
صورت بگڑ گئی میرے کیوں دل کے چین کی
ہو خیریت الٰہی جنابِ حسینؑ کی

۲
سنتی ہوں کتنے روزوں سے میں یہ غضب کا حال   آیا ہے ماریہ میں کوئی مردِ خوش خصال
بیعت طلب یزید ہے اس سے بقیل و قال   فوجیں ستم کی یاں سے گئی ہیں پئے جدال
درپیش دشتِ کرب و بلا میں لڑائی ہے
اک بندۂ خدا پہ سپہ کی چڑھائی ہے

۳
حاکم کو کچھ دنوں سے تردّد کمال تھا   آئینۂ طرب پہ غبارِ ملال تھا
رُخ غم سے زرد تھا کبھی غصے سے لال تھا   لیکن کچھ آج صبح کو چہرہ بحال تھا
مجھ کو شکستِ عیش کا پیغام آیا ہے
کیا کوئی فتح نامہ سرِ شام آیا ہے

۴
اتنے میں اک کنیز نے کی عرض آن کر   بھیجا ہے کچھ یزید نے بی بی کریں نظر
دیکھا جو ہندِ بے سروپا نے اٹھا کے سر   کچھ کشتیاں لیے ہیں خواصیں بہ کرّ و فر
پا کر اشارہ ہند کا ہر نیک نام نے
حاکم کے تحفے رکھ دیے بی بی کے سامنے

www.emarsiya.com

یوں بولی کشتیوں کی طرف کر کے وہ نگاہ　　یارب جہازِ آلِ پیمبرؐ نہ ہو تباہ
۵
الٹے جو تورے پوش خواصوں نے بھر کے آہ　　اہلِ محل کو آئی نظر قدرتِ الٰہ

ملبوس زرنگار ہے اوپر دھرا ہوا
نیچے ہے کشتیوں میں جواہر بھرا ہوا

پھر ہاتھ باندھ کر یہ ہراک نے کیا کلام　　حاکم نے یہ حضور کو بھیجا ہے اب پیام
۶
کل ہو ہمارے گھر کا بخوبی سب انتظام　　چاروں طرف ہو محل میں شادی کی دھوم دھام

یثرب کی بندی آئے گی دربارِ عام میں
وقتِ سحر ہے جشن میرا ملکِ شام میں

مسند پہ تکیہ کر کے خبردار بیٹھنا　　بر میں پہن کے خلعتِ زرتار بیٹھنا
۷
ہو کر سبک نہ بزم میں زنہار بیٹھنا　　اعلیٰ جواہروں میں گراں بار بیٹھنا

مدت کے بعد آئی مرادِ یزید ہے
دشمن ہمارا قتل ہوا اُس کی عید ہے

وہ بولی کیسی عید کرو بند اب زباں　　وسواس لاکھوں آتے ہیں خاطر کے درمیاں
۸
ہے جس ستم رسیدہ کا دل کو میرے گماں　　اللہ کی اماں میں رہے وہ بہ عزّ و شاں

سوتے نہ دیر اُس کو الٰہی ذرا لگے
لونڈی کی جان کو شہِ دیں کی بلا لگے

جب فکرِ صبح میں ہوئی اُس باخدا کو شام　　کی مغربین اٹھ کے ادا باصد احترام
۹
تسبیح پڑھ کے حق سے دعا کی پئے امام　　پھر گر کے خوابگاہ میں دل سے کیا کلام

دیکھیں سحر کو رنگِ فلک کیا دکھاتا ہے
کچھ شام سے کلیجہ میرے منہ کو آتا ہے

www.emarsiya.com

داخل ہوا یزید محل میں جو وقتِ شب ۔۔۔ خلوت سرا میں ہند کو اُس نے کیا طلب
۱۰
کی ہاتھ باندھ کر یہ خواصوں نے عرض تب ۔۔۔ دل بستگی کا کچھ ہمیں کھلتا نہیں سبب
کہتے ہوئے یہ لونڈیاں حال ان کا ڈرتی ہیں
بی بی تو آج شام سے آرام کرتی ہیں

بولا وہ خفتہ بخت جگاؤ اُسے شتاب ۔۔۔ اب رنج کا خیال نہ آئے میاں خواب
۱۱
ہے جشن کی خوشی دلِ حاکم کو بے حساب ۔۔۔ کہنا میری طرف سے کہ او خانما خراب
عیش و نشاط میں نہیں مصروف ہوتی ہے
جاگے میرے نصیب تو اس رات سوتی ہے

یہ سن کے ایک کنیز وہاں سے ہوئی ہوا ۔۔۔ آہستہ پائے ہند دبا کر یہ دی صدا
۱۲
حاکم نے ہے حضور کو اس دم طلب کیا ۔۔۔ جھنجھلا کے بولی وہ مجھے غارت کرے خدا
ساماں کوئی نہیں ہے میرے دل کے چین کا
اللہ موت دے مجھے صدقہ حسینؑ کا

غصہ میں پھر کنیز سے بولی وہ نوحہ گر ۔۔۔ کہہ دے کہ دردِ سر نہیں دیتا اٹھانے سر
۱۳
سو بار جشنِ فتح کی میں نے سنی خبر ۔۔۔ اس وقت کیا کروں گی تیرے پاس آن کر
بزمِ طرب کی دید نہ شب کو کروں گی میں
تقدیر جو دکھائے گی کل دیکھ لوں گی میں

حاکم کو جب کنیز نے جا کر یہ دی خبر ۔۔۔ خاموش خیر کہہ کے ہوا تب وہ اہلِ شر
۱۴
آئی خوشی سے نیند نہ ظالم کو رات بھر ۔۔۔ ناگہ سوادِ شام میں پیدا ہوئی سحر
غرقِ جواہر اٹھ کے وہ باعز و شاں ہوا
شاہی جلوس کر کے محل سے رواں ہوا

www.emarsiya.com

۱۵
آنکھوں سے بند اشک بہائے ہوئے اٹھی — سر زانوئے الم پہ جھکائے ہوئے اٹھی
عیش و طرب سے ہاتھ اٹھائے ہوئے اٹھی — بگڑی لعیں سے منہ کو پھرائے ہوئے اٹھی
کلمہ نے آن کر سبقِ غم پڑھا دیا
حیرت نے لاکے آئینہ اس کو دکھا دیا

۱۶
منہ دوڑ کر دھلا دیا اشکوں کے تار نے — سرمہ لگایا تیرگیِ روزگار نے
غازہ ملا غدار پہ گرد و غبار نے — رخ پر بنائے خالِ دلِ داغدار نے
چہرہ کو تازہ دیدۂ نم ناک نے کیا
زلفوں میں شانہ سینۂ صد چاک نے کیا

۱۷
پردہ جو خواب گاہ کا وقتِ سحر اُٹھا — مجرا کیا خواصوں نے تب باندھ کر پرا
پہلو میں ہم نشینوں نے آکر یہ دی صدا — برہم ہے کیوں مزاجِ مبارک حضور کا
فرمائیے کچھ آپ حقیقت جو حال کی
صورت نکالیں ہم کوئی رفعِ ملال کی

۱۸
وہ بولی صاحبو میں کروں تم سے کیا بیاں — ہمدرد ہو تو راز نہاں کیجئے عیاں
دل بے طرح دھڑکتا ہے سینے کے درمیاں — امید و بیم میں نہ نکل جائے تن سے جاں
اندھیر میری آنکھوں میں یہ کائنات ہے
یہ دن خوشی کا ہے کہ قیامت کی رات ہے

۱۹
اتنے میں جشن کی ہوئی باہر جو دھوم دھام — غل سن کے اٹھ کھڑی ہوئی وہ عاشقِ امام
ہاتھوں سے دل پکڑ کے لیا شیرِ حق کا نام — ناگاہ ایک کنیز نے آکر کیا کلام
یہ بات سن کے آئی ہوں میں اژدہام میں
ہاں لاؤ ان اسیروں کو دربارِ عام میں

www.emarsiya.com

گھبرا کے بولی ہند مجھے لے چلو وہاں　　یہ سن کے جمع ہو گئیں آ آ کے بی بیاں
۲۰
تھرا گئے جو پاؤں پکاری کہ الاماں　　کاندھوں پہ ہاتھ رکھ کے ہوئی سوئے در رواں
تھا سامنے مکان جو دربارِ عام کے
بیٹھی وہاں کلیجے کو ہاتھوں سے تھام کے

چلمن سے کی جو ہند نے دربار پر نظر　　کثرت پہ شامیوں کی پکاری کہ الحذر
۲۱
ہر سمت کرسیوں پہ مصاحب ہیں جلوہ گر　　بیٹھا ہے تختِ عیش پہ حاکم بہ کر و فر
سر پر چنور ہلاتے ہیں خودسر کھڑے ہوئے
خادم ہیں دست بستہ برابر کھڑے ہوئے

ناگاہ ایک نمود ہوا مجمعِ کثیر　　بڑھ کر پکارے لوگ وہ حاضر ہوئے اسیر
۲۲
بولا یہ ہاتھ باندھ کے شمرِ لعیں شریر　　ہو اس طرف ملاحظہ اے شام کے امیر
تقدیر نے یہ آج تجھے دن دکھایا ہے
کنبہ نبیؐ کا سامنے سر ننگے آیا ہے

پھر بولا وہ شقی کہ ادب کا ہے یہ مقام　　حاکم کو قاعدے سے اسیرو کرو سلام
۲۳
گردن جھکا کے رہ گئے اہلِ حرم تمام　　روئے فلک کو دیکھ کے سجادِ نیک نام
بیبیوں کے حال پر جو عدو مسکراتے تھے
مانندِ آفتاب بدن تھرتھراتے تھے

ان ناریوں میں نور کے تن وا مصیبتا　　بیکس غریب تشنہ دہن وا مصیبتا
۲۴
سب سے سوا یہ رنج و محن وا مصیبتا　　بارہ گلوں میں ایک رسن وا مصیبتا
تھی قید یہ اسیروں پہ اس اژدہام میں
بالوں سے منہ چھپاؤ نہ دربارِ عام میں

www.emarsiya.com

۲۵
حاکم نے مسکرا کے یہ تب شمر سے کہا   ہاں کر بیان معرکۂ دشت کربلا
کیونکر ہوئی شکست سپاہِ شہِ ہدا   کس طرح فتح یاب ہوا لشکرِ جفا
تصویر کھینچ آج وہ جنگ و جدال کی
پھر جائے صورت آنکھوں میں دشتِ قتال کی

۲۶
بولا یہ ہاتھ باندھ کے شمرِ جفا شعار   رکھے خدا حضور کو عالم میں برقرار
کرتا ہوں عرض قصۂ میدانِ کارزار   یہ سن کے ہو گیا وہ سیہ مست ہوشیار
حیراں مصاحبان زرہ پوش ہو گئے
پنبہ بہ گوش سب ہمہ تن گوش ہو گئے

۲۷
بڑھ کر قریب تخت پکارا وہ نابکار   صبح دہم ہوئی جو بیاباں میں آشکار
خیمے سے نکلے شاہ بصد شوکت و وقار   تھے گرد و پیش بھائی بھتیجے رفیق و یار
جانباز تھے، جری تھے بہادر تھے شیر تھے
اس لشکرِ قلیل میں کیا کیا دلیر تھے

۲۸
میداں میں آیا جب وہ امام فلک سریر   اُمڈا بسانِ ابر یہاں لشکرِ کثیر
صف بستہ ہو چکے جو وہاں سب جوان و پیر   پیغام موت لے کے چلے اس طرف سے تیر
طبلِ وغا کے بجتے ہی گھمسان ہو گیا
دونوں طرف لڑائی کا سامان ہو گیا

۲۹
حر نے نمک کا خوب ادا حق کیا وہاں   جرأت کا جس کی شور تھا دی مفت اس نے جاں
کیا جانے کس نے پھیر دیا دل کو ناگہاں   گھوڑا اڑا کے منہ سے کہا یا شہِ زماں
چلاتے ہم رہے وہ یہاں سے نکل گیا
ایک تیر لیس تھا کہ کماں سے نکل گیا

www.emarsiya.com

القصہ بخشوا کے خطا توبہ کر کے واں رخصت ہوا حسینؑ سے وہ تازہ مہماں
۳۰
ایسا لڑا پھر آکے کہ اللہ کی پناہ آخر سب اس پہ ٹوٹ پڑے لے کے برچھیاں
گھوڑے سے جب گرا کے اسے قتل کر لیا
سر دوڑ کر حسینؑ نے زانو پہ دھر لیا

وہ مر چکا تو ہو کے مرخص بہ عزّ و جاہ دو لڑکے نکلے خیمے سے مانند مہر و ماہ
۳۱
چھوٹے تھے سن میں وہ پہ بڑے حوصلے تھے واہ ایسا لڑے دلیر کہ پسپا ہوئی سپاہ
کہتے تھے گونج کر کہ نواسے ہیں شیر کے
ان کے بھی سر قلم کئے نیزوں میں گھیر کے

ایک دولہا نکلا خیمے سے جس کی ہے یہ دلہن تھا وہ بھتیجا شاہ کا لختِ دلِ حسنؑ
۳۲
زور آور و بہادر و جرار و صف شکن لاکھوں کو قتل کر کے گرا جب وہ خستہ تن
جوڑا شہانہ بر میں کفن بر محل ہوا
آخر عروسِ مرگ سے وہ ہم بغل ہوا

یہ کہہ کے کانپنے لگے ظالم کے دست و پا لکنت ہوئی زباں کو ہوا رنگ و رخ ہوا
۳۳
ہنس کر کہا یزید لعیں نے ارے یہ کیا تب بولا ہاتھ باندھ کے وہ بانیٔ جفا
لینا ہے مشکل ایک بہادر کے نام کا
دل ہل رہا ہے سینہ کے اندر غلام کا

پوچھا یزید نے کوئی تھا افسرِ سپاہ کہ عرض شمر نے کہ علمدار فوجِ شاہ
۳۴
آمد کسی کی یہ نہیں دیکھی خدا گواہ وہ طنطنہ وہ رعب کہ اللہ کی پناہ
نعرہ جو اس جری کے دہن سے نکل گیا
رستم کا مردہ ڈر کے کفن سے نکل گیا

www.emarsiya.com

۳۵

للکار کر کہا جونہی اس شیر نے کہ ہاں رن کی زمیں لرز گئی تھرائے آسماں
رخ پر وہ نور تھا وہ ضیا تھی کہ الاماں پرِ طائرِ نگاہ کے جلتے تھے ہر زماں
آیا وہ رزم گاہ میں اس زور و شور سے
بھاگا نکل کے رستم بہرام گور سے

۳۶

نورِ جبیں سے مہر کا رخ زرد ہو گیا خاک قدم سے حسنِ پری گرد ہو گیا
بازار سبکی گرمیوں کا سرد ہو گیا ہر نخل زرد ہو کے گلِ ورد ہو گیا
چشمے ہوئے یہ خشک کہ ایک چشم تر بنے
ساتوں فلک سمٹ کے گل نیلوفر بنے

۳۷

دوشِ جری پہ سبز علم تھا بصد ضیا طوبیٰ کی شاخ جس کے پھریرے پہ ہو فدا
مشکیزہ ایک سوکھا سا اس میں لٹکتا تھا سقہ مگر وہ تھا کسی معصوم کا بنا
پرچم کا نور چار طرف بے شمار تھا
پنجے سے پنجتن کا نشان آشکار تھا

۳۸

اس شیر نے ترائی کی جانب جو کی نگاہ ہم سمجھے اس بہشتی کو کوثر کی اب ہے چاہ
تلواریں کھینچ کر ہوئی سب فوج سدِ راہ گھوڑا تھا اس جری کا دیا قدرت الٰہ
یوں گھر کے باغیوں میں وہ بن سے نکل گیا
جھونکا صبا کا تھا کہ چمن سے نکل گیا

۳۹

دریا میں وہ گہر جو در آیا بہ آب و تاب چوما اچھل کے مچھلیوں نے دامنِ رکاب
گرداب گرد پھرنے لگے باصد اضطراب پھولا نہ پیرہن میں سمایا کوئی حباب
دیکھے قدم جو حیدر صفدر کے لال کے
حسرت سے دانت رہ گئے موتی نکال کے

www.emarsiya.com

۴۰
دریا میں بھی نہ لب سے ہوئی آشنا تری — خالی وہ مشک بھر کے روانہ ہوا جری
خیمہ کا رخ کیا تو ہوئے جمع لشکری — رہوار اس دلیر کا بس بن گیا پری
ساحل سے یوں وہ باگ پکڑ کر نکل گیا
ایک شیر تھا کہ بن سے بگڑ کر نکل گیا

۴۱
پھر چار سو سے آکے فراہم ہوئی سپاہ — تھاما قوی جوانوں نے دامانِ قتل گاہ
کھینچیں کمانیں گھر گئے ہر سمت کینہ خواہ — خیمہ کی دی نہ اس خضرِ رہنما کو راہ
دو چار تیر مشک کے اوپر جو پڑ گئے
آیا جلال شیر کے تیور بگڑ گئے

۴۲
قبضہ پہ ہاتھ اس نے جو رکھا پئے ستیز — حق سے پناہ مانگ کے لشکر نے کی گریز
اللہ رے آمد آمدِ شمشیرِ شعلہ ریز — میدانِ کارزار ہوا دشتِ رستخیز
یوں چھوڑ کر نیام وہ سن سے نکل گئی
پوشیدہ بات تھی کہ دہن سے نکل گئی

۴۳
طالعِ ہلالِ تیغ ہوا جب بہ عز و جاہ — مژگاں کے آشیاں میں چھپی طائرِ نگاہ
آنکھوں پہ رکھ کے ہاتھ ہوئی نعرہ زن سپاہ — ٹوٹا ستارہ دن کو الٰہی تیری پناہ
ہر روح صدمہ صبحِ قیامت کا سہ گئی
بجلی تڑپ کے شام کے بادل میں رہ گئی

۴۴
چمکی جو اوج پر تو یہ تھا ہر زبان پر — نازل ہوا وہ قہرِ الٰہی جہان پر
اڑ کر زمیں سے دم میں گئی آسمان پر — بگڑی وہاں تو بن گئی پریوں کی جان پر
شیرِ خدا کا نام ملک منہ سے لیتے تھے
تھرا کے جن دوہائی سلیماں کی دیتے تھے

www.emarsiya.com

۴۵
اتری جو چرخ سے تو زمیں میں سما گئی — سب خفتگان خاک کے طالع جگا گئی
گاؤ زمیں پہ دانت لگایا تو کھا گئی — مچھلی پہ پھر تڑپ کے جو دوڑی چبا گئی
قاروں نے پھینکا سر سے خزانہ اتار کے
یہ کوڑیالا بن گئی سب مال مار کے

۴۶
سر پر جو آئی چین جبیں سے نکل گئی — گزری جو تن میں خانۂ زیں سے نکل گئی
گھوڑے کو تنگ کر کے زمیں سے نکل گئی — داخل ہوئی کہیں سے کہیں سے نکل گئی
دم میں سوار ہاتھ سے جاں کھو کے رہ گیا
رہوار ایک ہاتھ میں دو ہو کے رہ گیا

۴۷
گیا کہیے اس کی شان میں کیا تھی وہ کیا نہ تھی — تھی ہم دمِ قضا کہ قضا کا بہانہ تھی
آنکھوں میں گھر وہ کرتی تھی شرم وحیا نہ تھی — چشموں میں تھی کسی کے مگر آشنا نہ تھی
جو بچ گیا پھر آ کے مصیبت میں گھر گیا
ڈوبا جو آبِ تیغ جری میں وہ مرگیا

۴۸
جب برق ساں تڑپ کے وہ آتش فشاں گری — ایک غل اٹھا سپاہ میں بجلی کہاں گری
ترکش گرا کسی کا کسی کی کماں گری — نام علیؑ زبان سے نکلا جہاں گری
لاشوں پہ لاشے فرق پہ واں فرق گرتے تھے
سر دشتِ کارزار میں ٹکراتے پھرتے تھے

۴۹
شیروں پہ بن گئی تو وہ سب بن میں چھپ گئے — طاؤس دوڑ دوڑ کے گلشن میں چھپ گئے
آہولپک کے دشت کے دامن میں چھپ گئے — طائر لرز لرز کے نشیمن میں چھپ گئے
دم موزیوں کے خوف کے مارے نکلتے تھے
منہ سے نہ اژدہوں کے شرارے نکلتے تھے

www.emarsiya.com

۵۰
کانوں کا پردہ بات سنا کر نکل گیا — بازو سے زور ہاتھ اٹھا کر نکل گیا
چہرہ کا رنگ منہ کو چھپا کر نکل گیا — نورِ نگاہ آنکھ چرا کر نکل گیا
چلاّ کے ابروؤں کی کمانیں نکل گئیں
گوشہ سے سہم سہم کے جانیں نکل گئیں

۵۱
دہشت سے دم بخود تھے جوانانِ غرب و شرق — کلّہ پہ کلّہ جو ہوا خون میں ہوا وہ غرق
سر کو نکال لے گئی کس حُسن سے وہ برق — مغفر میں اور جسمِ عدو میں نہ پایا فرق
در آئی جسم میں جو صفائی کے دھیان سے
موئے کمر نکال لیا درمیان سے

۵۲
زہرِ وغا اُگلتی تھی وہ تیغ خوش غلاف — آئینہ وار تھی پہ نہ تھا دل کسی سے صاف
صورت بگاڑنے کو جو دوڑی دم مصاف — سر پاؤں پر گرا کہ خطا میری ہو معاف
موقع ستیز کا ستم آرا کو بن گیا
افتادہ ہو کے خاک پہ دوزخ کو تن گیا

۵۳
کہسار کے جو تن میں در آئی شرار تھی — پیری جو بر میں بحر کے پانی کی دھار تھی
نیچے زمیں کے زلزلہ وہ شعلہ بار تھی — بالائے عرش قدرت پروردگار تھی
ہوش اڑتے تھے ملائکِ ربِ جلیل کے
دہشت سے دل میں کٹتے تھے پر جبرئیل کے

۵۴
پھیلائے سر پہ پاؤں تو گردن پہ دم لیا — گردن سے دوڑی آ کے تو جوشن پہ دم لیا
جوشن کو دم میں کاٹ کے توسن پہ دم لیا — توسن سے گر کے دشت کے دامن پہ دم لیا
کیا تیز فقرہ شامیوں کو دیتی پھرتی تھی
دم لینے کے بہانے سے دم لیتی پھرتی تھی

۵۵
گھوڑے کو مثلِ پیلِ دماں ریلتی تھی وہ   پڑتی تھی جب زرہ پہ کڑی جھیلتی تھی وہ
اٹکھیلیوں سے خود کو خود ٹھیلتی تھی وہ   سر پر عدو کے مثلِ قضا کھیلتی تھی وہ
کیا برمحل خرابی کے ساماں دکھاتی تھی
قصرِ بدن سے کنگرۂ سر گراتی تھی

۵۶
شعلہ صفت صفوں پہ لپک کر نکل گئی   ٹھہری چلی، در آئی جھجک کر نکل گئی
چرخِ بریں پہ مار کے چکر نکل گئی   بجلی گری جدھر سے چمک کر نکل گئی
اٹھے نہ پاؤں ہاتھ عدو ٹل کے رہ گئے
تھے مرغِ روح جسم میں پر جل کے رہ گئے

۵۷
گاوِ زمیں کے دل کو مسک کر نکل گئی   پیلِ فلک کو مار کے ٹکر نکل گئی
دیوار قہقہہ سے لپک کر نکل گئی   کہسار میں پھنسی تو لچک کر نکل گئی
سر رکھ دیئے بتوں کے کلیسا میں کاٹ کے
قدرت خدا کی بن گئی پتھر کو چاٹ کے

۵۸
سینہ میں دم کی طرح سے آئی چلی گئی   خونِ تنِ عدو میں نہائی چلی گئی
بجلی سرِ لعیں پہ گرائی چلی گئی   قصرِ بدن میں آگ لگائی چلی گئی
جاں تن سے بھاگتی تھی تو غش کھا کے گرتی تھی
قالب میں بے سروں کے اجل چلتی پھرتی تھی

۵۹
ہر جنگجو سے آنکھ لڑائی چلی گئی   کر کے زرہ کی عقدہ کشائی چلی گئی
دستانے کاٹ کر نکل آئی چلی گئی   چار آئینے کی کر کے صفائی چلی گئی
اور دوڑ دھوپ میں نہ کہیں گر کے تھکتی تھی
قصرِ بدن میں چار طرف چلتی پھرتی تھی

www.emarsiya.com

۶۰
آنکھوں کو جھپکی آ کے بتائی چلی گئی ۔ مردم کے رخ پہ چھوڑی ہوائی چلی گئی
ٹھہری کہیں تو تاب نہ آئی چلی گئی ۔ کرتی ہوئی صفوں کی صفائی چلی گئی
پر طائر نگاہ کے دہشت سے کٹ گئے
تھرا کے پاس سے ملک الموت ہٹ گئے

۶۱
تلوار کی جو کاٹ سے عاری ہوئے جواں ۔ تب مستعد وغا پہ ہوئے لے کے برچھیاں
گھوڑے کے پیچھے آ کے کسی شخص نے وہاں ۔ ایک نیزہ مارا پشتِ جری پر کہ الاماں
نکلا جو دل کو توڑ کے اس تشنہ کام کے
تیورا گیا وہ شیر کلیجے کو تھام کے

۶۲
تلوار کھینچ کر جو ایک اہلِ ستم گرا ۔ شانہ ہر ایک جسم سے ہو کر قلم گرا
ایک سمت مشک گر پڑی ایک سو علم گرا ۔ رہوار سے وہ عاشق شاہ امم گرا
سر کاٹنے گئے جو تن پاش پاش پر
یہ لڑکی روتی آئی تھی غازی کی لاش پر

۶۳
چلا رہے تھے پکڑے کمر شاہِ دو جہاں ۔ کہتے تھے ہائے بھائی تو ہلتا تھا آسماں
اس لاش سے لپٹتے تھے با نالہ و فغاں ۔ چلایا تب یزید ارے یہ تو کر بیاں
ایسے جری کو مارا وہ کون اہلِ شام تھا
نوفل نے آگے بڑھ کے صدا دی غلام تھا

۶۴
پھر عرضِ حال کرنے لگا شمرِ بد خصال ۔ ایک نونہال خیمے سے نکلا بصد جلال
اس کی بھی تیغ کر گئی لشکر کو خوں میں لال ۔ نیزوں میں گھر گیا تو نکلنا ہوا محال
ایک برچھی اس کے سینے پہ جب برمحل پڑی
خیمہ سے کوک پکڑے یہ بی بی نکل پڑی

www.emarsiya.com

رن میں ہوا شہید ستم جب وہ نوجواں — ہاتھوں میں ایک صغیر کو لائے شہِ زماں
۶۵
بولے دکھا کے بچے کی سوکھی ہوئی زباں — پانی ملے ذرا سا تو بچ جائے اس کی جاں
ناوک چلے یہ سنتے ہی فوجِ شریر سے
سر اُس کو حرملہ نے کیا آب تیر سے

وہ ننھی لاش خاک پہ سرور نے رکھ کے واں — ایک قبر تیغ نوک سے کھودی بصد فغاں
۶۶
چاند اپنے گھر کا کر کے بہ زیرِ زمیں نہاں — خیمہ کو دل پکڑ کے چلے شاہِ دو جہاں
رخصت حرم سے جب وہ امامِ زماں ہوا
پیٹے یہ اہلِ بیتؑ کہ محشر عیاں ہوا

چلاتی تھی کوئی شہِ والا نہ جایئے — فضہ یہ کہتی تھی میرے مولا نہ جایئے
۶۷
سمجھاتی تھی بہن میرے بھیا نہ جایئے — بچے تڑپ کے کہتے تھے بابا نہ جایئے
آگے تو سر جھکائے امامِ امم چلے
پیچھے سروں کو پیٹتے اہلِ حرم چلے

دیکھا نکل کے خیمے سے ہر سو بحالِ زار — تھامے رکاب کون نہ یاور نہ غم گسار
۶۸
بھائی کو تب بہن نے فرس پر کیا سوار — رخ شیر نے کیا طرفِ دشتِ کارزار
آمد سے اس کی فوجِ ستم بے حواس تھی
پر شکر کی یہ جا ہے کہ دو دن کی پیاس تھی

سمجھا کے اس نے ہم کو بصد عجز و انکسار — کھینچی کمر سے نامِ علیؑ لے کے ذوالفقار
۶۹
لشکر پہ آپڑا تو قیامت تھی آشکار — اک دم میں الاماں کی ہوئی چار سو پکار
جب سب نے واسطے دیئے خیر الانام کے
تازی پہ جھومنے لگا وہ ہاتھ تھام کے

www.emarsiya.com

۷۰

تب نیزہ تان کر چلے ہر سوے اہل کیں — مجروح دم میں کر دیا وہ جسم نازنیں
تلواریں سب لگانے لگے آن کر قریں — گھوڑے سے جب تڑپ کے گرا ہل گئی زمیں
زخموں سے چور اور وہ بے چارہ ہوگیا
قرآں گرا جو رحل سے سی پارہ ہوگیا

۷۱

سمجھا جو میں کہ دے چکی طاقت اسے جواب — خنجر کمر سے کھینچ کے دوڑا بصد شتاب
پہنچا قریں تو شاہ نے باحال اضطراب — سوکھی زباں دکھا کے کہا آب آب آب
آنکھیں خوشی سے پھیر دیں اس تشنہ کام نے
سینہ پہ چڑھ کے کاٹ لیا سر غلام نے

۷۲

یہ بات سن کے ہند کا دل کانپنے لگا — سر پیٹ کر زباں سے کہا وا محمدا
بڑھ کر کہا خواصوں نے بی بی یہ کیا یہ کیا — وہ بولی دم نکلتا ہے سینہ سے اب میرا
یہ بین کر کے غش بسرِ خاک کر گئی
آقا شہید ہوگئے لونڈی نہ مر گئی

۷۳

گھبرا کے سب خواصیں پکاریں بصد بکا — ہے ہے ہماری بی بی کا کیا حال ہوگیا
سر ہمسروں نے دوڑ کے زانو پہ رکھ لیا — دامن کی کوئی چہرے کو دینے لگی ہوا
چھڑکا گلاب منہ پہ کسی گل نے آن کے
مٹی کا عطر لائی کوئی خاک چھان کے

۷۴

فریاد کا محل میں ہوا غل پھر اس قدر — بولا یزید چپ رہو کیا ہے یہ شور و شر
ناگاہ ایک غلام پکارا یہ آن کر — بی بی کی چل کے بہرِ خدا لیجئے خبر
اٹھا یہ بات کہہ کے وہ دربار عام میں
لے جاؤ ان اسیروں کو زندانِ شام میں

www.emarsiya.com

۷۵
پہنچا محل میں جب تو قیامت تھی ایک بپا سب بی بیوں کا ہند کے سر پر ہجوم تھا
بولا یہ کیا ہوا تو کنیزوں نے دی صدا سنتی تھیں بیٹھی در کے قریں حالِ کربلا
مذکورِ قتلِ شاہ کلیجہ ہلا گیا
بی بی کو روتے روتے یکایک غش آ گیا

۷۶
چلایا ہند ہند جو سر پر وہ بار بار تب آنکھیں کھولیں ہند نے باحالِ اضطرار
پوچھا یزید نے تیرا دل ہے کیوں بے قرار رو کر وہ بولی شمرِ لعیں پر خدا کی مار
ہے ہے کیا شہید شہِ مشرقین کو
پانی نہ وقتِ ذبح پلایا حسینؑ کو

۷۷
وہ بولا خیر ہے تجھے کچھ ہوش میں تو آ کیا جانے کس کا ذکر ہے تو کہہ رہی ہے کیا
توبہ بھلا حسینؑ کجا یہ ستم کجا میں نے کیا ہو قتل تو غارت کرے خدا
وہ بولی شرم سے نہیں گردن جھکاتا ہے
زہرا کا گھر بگاڑ کے باتیں بناتا ہے

۷۸
اچھا اگر علیؑ کے نہیں تھے یہ دلربا کس خانداں میں ہے یہ شرافت مجھے بتا
کانوں سے سن چکی ہوں میں ایک ایک کا ماجرا آنکھوں میں خاک ڈال نہ اے بانیٔ جفا
تیرے کبھی نہ کہنے کا باور کروں گی میں
دریافت خود اسیروں سے جا کر کروں گی میں

۷۹
چپ ہو رہا وہ ہونٹ چبا کر نہ کچھ کہا ناگاہ شب نے رختِ سیاہ جسم پر سجا
اٹھی جو ہند کفش رکھے لونڈیوں نے لا چلا کے بولی وہ میں چلوں گی برہنہ پا
ماتم کروں میں بہرِ خدا نوحہ گر چلو
چادر کو پھینکو خاک پہ سب ننگے سر چلو

www.emarsiya.com

یہ کہہ کے پائے شوق بڑھائے ہوئے چلی ۔ نالوں کی مشعلوں کو جلائے ہوئے چلی
۸۰
ماتم زدوں کی شکل بنائے ہوئی چلی ۔ خاکِ عزا جبیں پہ لگائے ہوئی چلی

ماتھے پہ رکھا ہاتھ کہیں دل سے آہ کی
مانگی کہیں پناہ رسالتؐ پناہ کی

زنداں کے جب قریب وہ پہنچی بصد بکا ۔ آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے نگہباں ہوئے ہوا
۸۱
در پر رکھے جو کان تو جی سنسنا گیا ۔ بچے بلک بلک کے طلب کرتے ہیں غذا

صدمہ ہے بھوک و پیاس کا ہر دردناک پر
مائیں تھپک تھپک کے سلاتی ہیں خاک پر

ایک لڑکی کا جو نوحہ سنا بولی الحذر ۔ کہتی ہے لوٹ لوٹ کے وہ فرشِ خاک پر
۸۲
گھٹتا ہے دم اندھیرے میں تھراتا ہے جگر ۔ بیٹی کو یاں پھنسا کے گئے کس طرف پدر

آکر سلائیں سینے پہ مجھ ناتوان کو
اماں بلاؤ جلد مرے بابا جان کو

ماں کہتی تھی کہ باپ بچاپاں بھلا کہاں ۔ آمیری گود میں ترے صدقے گئی یہ ماں
۸۳
رات آئی ہے زیادہ نہ کر نالہ و فغاں ۔ درباں کہیں نہ دینے لگیں آکے گھڑکیاں

اب چپکی ہو کے لیٹو پڑے یا نہ کل پڑے
ایسا نہ ہو کہ نیند میں ان کی خلل پڑے

یہ بات سن کے ہندے سے ٹھہرا گیا نہ واں ۔ رانڈوں میں یک بہ یک ہوئی داخل وہ خستہ جاں
۸۴
فانوس لے کے آگے کنیزیں ہوئیں رواں ۔ گھبرا کے بولی دخترِ شاہنشہِ زماں

سن لی دعا کریم نے اس کم زبان کی
اماں سواری آئی میرے بابا جان کی

www.emarsiya.com

۸۵

بانو نے ہاتھ منہ پہ سکینہ کے رکھ دیا   رخ ہند نے کیا سوئے بیمار کربلا
پہنچی قریب جس گھڑی دیکھا یہ ماجرا   بیمار ایک خاک پہ بے ہوش ہے پڑا
خالی شکم ہے فاقوں کا حال آشکار ہے
نوک سناں سے پشت مبارک فگار ہے

۸۶

آہستہ جا کے بیٹھی سرہانے وہ باوفا   بولی کہ اس مریض کو اللہ دے شفا
ہاتھوں کی نبضیں دیکھیں تو جی سنسنا گیا   چلائی صبح کو اسے بھجواؤں گی دوا
عابدؑ نے آنکھیں کھولیں نہ پر کچھ کہا گیا
بابا کا نام منہ سے لیا اور غش آگیا

۸۷

پھر واں سے آگے ہند بڑھی اور یہ کہا   پوچھوں گی اس مریض کا بیبیوں سے ماجرا
پہچانی اہل بیتؑ نے جب ہند کی صدا   زانو پہ گردنوں کو لیا شرم سے جھکا
خاموش بی بی کون سی غیرت سے واں نہ تھی
معصوموں کے دہن میں بھی گویا زباں نہ تھی

۸۸

وہ بولی صاحبو میرا مجرا میرا سلام   لو سر اٹھاؤ زانوؤں سے کچھ کرو کلام
بتلاؤ جلد بہر خدا وارثوں کے نام   میں پوچھنے کو آئی ہوں حالِ شہِ انام
اس فکر میں ہوں کھوئے ہوئے دل کے چین کو
شمرِ لعیں نے قتل کیا کس حسینؑ کو

۸۹

لوگو جو دو جہاں کا ہے سلطان وہ نہ ہو   ایماں ہے جس کا تابعِ فرمان وہ نہ ہو
لونڈی کو جس حسینؑ کا ہے دھیان وہ نہ ہو   آئے اجل کنیز کو بے جان وہ نہ ہو
خیر اس کی چاہیے مجھے جس کی تلاش ہے
پر شمر کے بیاں سے جگر پاش پاش ہے

اس بات کا جواب کسی نے نہ جب دیا　چلائی کس سے پوچھوں الٰہی یہ ماجرا
۹۰
دیکھا سکینہ کو جو مصیبت میں مبتلا　پھیلائے ہاتھ اس کی طرف اور یہ دی صدا
زیور پنہاؤں بی بی کو چیزیں کھلاؤں میں
آ میری گود میں تیرے قربان جاؤں میں

آغوش میں یہ کہہ کے جو اس کو اٹھا لیا　دل تھام کر تڑپ گئی بنت شہِ ہدا
۹۱
چلائی میرے کانوں کو ہے بے دُکھا دیا　گھبرا گئی جو ہند تو بولی وہ مہ لقا
زخموں سے دیکھ لے میرے کرتے یہ سارے ہیں
ظالم نے کان چیر کے گوہر اتارے ہیں

آہستہ بولی ہند یہ اس کے ذقن کو تھام　بی بی تمھارے باپ کا بتلاؤ کیا ہے نام
۹۲
تتلا کے تب سکینہ نے اس سے کیا کلام　میں نام جانتی نہیں کہتے ہیں سب امام
ظالم نے تیغ کیں سے جدا اُن کا سر کیا
ننھے سے بن میں ہائے مجھے بے پدر کیا

لے کر بلائیں بولی یہ پھر ہندِ خستہ جاں　اے بچی تیرے صدقے گئی یہ تو کر بیاں
۹۳
جب تشنگی سے خشک ہوئی تھی تیری زباں　سقہ کوئی بنا تھا تیرا کربلا میں واں
شانے کٹا کے اس نے شہادت جو پائی تھی
کیا تو ہی اس کی لاش پہ سر ننگے آئی تھی

روئی سکینہ کہہ کے یکایک چچا چچا　فضہ پکاری ہائے غضب کیا ستم ہوا
۹۴
بہلا کے تھا ابھی تو اسے چپ کیا ذرا　پھر تو نے تیر مارا کلیجے پہ بے خطا
تالو سے یہ زباں نہ سحر تک لگائے گی
رو رو کے ساری رات قیامت مچائے گی

www.emarsiya.com

۹۵
پھر ہند نے کہا یہ بصد نالہ و فغاں — سینے پہ کس کے لاڈلے نے کھائی ہے سناں
نکلی تھی کون خیمے سے تھامے جگر وہاں — وہ بولی کس کو تجھ کو بتاؤں میں خستہ جاں
تقدیر سارے کنبے کو زنداں میں لائی ہے
یہ ماں ہے، یہ پھپھی یہ بہن ہے یہ بھائی ہے

۹۶
باتیں یہ سن کے ہند ہوئی اور بے قرار — چلائی پوچھوں کس سے مفصل مآل کار
گردن نہیں اٹھاتی کوئی بی بی زینہار — ٹکراؤں سر کو جا کے کہاں میں جگر فگار
للہ لوگوں حال نہ شہ کا چھپاؤ تم
میں سب کے پاؤں پڑتی ہوں سر تو اٹھاؤ تم

۹۷
زینبؑ نے دیکھا ہند کو جب خاک پر تپاں — آہستہ بولی اشک بہا کر وہ نیم جاں
کیوں غم زدوں کے دل پہ لگاتی ہے برچھیاں — اے ہند کس حسینؑ کا تجھ سے کروں بیاں
تو پوچھتی ہے بادشہِ مشرقین کو
ہم رو رہے ہیں بیکس و تنہا حسینؑ کو

۹۸
مظلوم ہے غریب ہے ایک بندۂ خدا — جس کا سوا اجل کے نہیں کوئی آشنا
ابن علیؑ کے قتل کا شک دل میں تو نہ لا — فرزند فاطمہؑ سے لڑے گا کوئی بھلا
اس وسوسے کو دے نہ جگہ اپنے سینے میں
تیرا حسینؑ ہوگا سلامت مدینے میں

۹۹
یہ وہ حسینؑ ہے کہ وطن جس سے ہے بعید — یہ وہ حسینؑ ہے جسے سمجھا نہ کچھ یزید
یہ وہ حسینؑ ہے ہوئی مرنے کی جس کی عید — یہ وہ حسینؑ ہے جو ہوا تشنہ لب شہید
مرنے پہ بھی لحد سے ہم آغوش تن نہیں
یہ وہ حسینؑ ہے کہ میسر کفن نہیں

آواز سن کے ہند کو گزرا جو اشتباہ | گردن جھکا کے غور سے چہرے پہ کی نگاہ
۱۰۰
چلائی یوں تڑپ کے وہ سروز کی خیرخواہ | لو یہ تو میری بی بی ہے زینبؑ خدا گواہ

دربار عام میں مجھے سوجھا نہ دور سے
گھر سے نکل کے ہوتی مشرف حضور سے

بی بی بتاؤ سید والا کہاں ہے آج | بنتِ نبیؐ کی گود کا پالا کہاں ہے آج
۱۰۱
نور خدا کے گھر کا اُجالا کہاں ہے آج | فرزند اُن کا گیسوؤں والا کہاں ہے آج

حیدرؑ کی مصطفےؐ کی نشانی کو کیا کیا
فرمایئے بتولؑ کے جانی کو کیا کیا

زینبؑ کو کوئی بات نہ جو بن پڑی وہاں | رو کر پکاری شاہ سدھارے سوئے جناں
۱۰۲
اے ہند تجھ سے حال کہاں تک کروں بیاں | بھائی ہوا شہید بہن قید ہے یہاں

سر کٹ گیا بدن سے شہ مشرقین کا
دے خواہر حسینؑ کو پرسہ حسینؑ کا

شوہر نے تیرے ہائے ستم کیا غضب کیا | لکھ لکھ کے خط حسینؑ کو گھر سے طلب کیا
۱۰۳
مظلوم کا نہ شمر نے پاس ادب کیا | چھاتی پہ چڑھ کے ذبح اسے تشنہ لب کیا

کیا ظالموں نے راہ میں صدمے دکھائے ہیں
نیزوں پہ سر چڑھا کے شہیدوں کے لائے ہیں

زینبؑ سے جب سنا سرِ سروز کا اس نے نام | فوراً قدم پہ گر پڑی وہ عاشقِ امام
۱۰۴
بولی خدا کے واسطے اے عاشقِ امام | دکھلا دو مجھ کو چل کے سرِ شاہِ تشنہ کام

پیٹوں گی سر کو جان کو غارت کروں گی میں
اس کشتۂ جفا کی زیارت کروں گی میں

www.emarsiya.com

یہ سن کے ساتھ ہند کے زینبؑ ہوئی رواں — سر پیٹتی جلو میں چلیں ساری بی بیاں
۱۰۵
زنداں کے در پہ آئیں جو با نالہ و فغاں — زینبؑ نے سر پٹک کے کہا ہند سے کہ ہاں
نظارہ کر لے فاطمہؑ کے نور عین کا
وہ سب کے آگے نیزہ پہ سر ہے حسینؑ کا

پہلے تو ہوگیا اسے سکتہ سا ایک بار — پھر لیں بلائیں دوڑ کے چہرے کی بیشمار
۱۰۶
ٹکرا کے سر کو نیزہ سے بولی وہ بے قرار — آقا تمہارے روئے مقدس کے میں نثار
گیسو بھرے ہیں خاک میں رخ خوں سے لال ہے
پہچاننا کنیز کو صورت محال ہے

یہ کہہ کے تڑپی خاک پہ وہ شہ کی دوست دار — سر پٹکا یاں تلک کہ جبیں ہوگئی فگار
۱۰۷
زینبؑ پچھاڑیں کھانے لگی ہو کے بے قرار — دوڑی سکینہؑ نیزہ کی جانب بحال زار
چلائی بابا جان کہاں تم کو پاؤں میں
اس خوں بھرے جمال کے قربان جاؤں میں

منہ پیٹی ننھے ہاتھوں سے پھر تو وہ خستہ تن — چھاتی پہ ہاتھ مار کے نیلا کیا بدن
۱۰۸
بولا یہ کانپ کر سر شاہنشہؑ زمن — لے جاؤ یاں سے میری سکینہؑ کو اے بہن
نیزہ سے یہ لپٹ کے فلک کو ہلاتی ہے
دشت بلا میں لاش مری تھرتھراتی ہے

اب کر دعا خدا سے امانتؔ بصد فغاں — آقا حسنؑ حسینؑ کو دے دے کہ درمیاں
۱۰۹
ہو بہرہ یاب نطق بیاں سے یہ خستہ جاں — ہو رونگٹا بھی جسم پہ گویا پئے زباں
گلہائے فکر دل میں سدا رنگ و بو رہے
یہ روسیاہ باغیوں میں سرخرو رہے